93

خدا سے محبّت کا دعویٰ

فرمودہ ۲۴ر ستمبر ۱۹۲۰ء

حضور انور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

"بہت لوگ اس دُنیا میں ایسے ہیں۔ جو بڑے زور شور سے اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ان کو اس ہستی پر ایمان ہے۔ جو اس دُنیا کی خالق و مالک اس دنیا کے امور کی منتظم۔ رحیم۔ کریم۔ مہیمن اور محافظ ہے اور بہت لوگ اس دُنیا میں ایسے پائے جاتے ہیں۔ جو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ان کو اس ہستی سے پیار اور محبت ہے۔ مگر بہت کم ایسے ہوتے ہیں۔ جو اپنے افعال اور اپنے اعمال سے ثابت کر سکتے ہیں کہ واقع میں ان میں خدا تعالیٰ سے محبت ہے۔

خدا تعالیٰ پر ایمان اور محبت و پیار چھپی ہوئی چیز نہیں۔ کوئی ایسا راز نہیں کہ انسان اسے پوشیدہ رکھ سکے۔ یہ مال و زر کی طرح پوشیدہ کونوں میں گاڑی نہیں جا سکتی۔ بنکوں میں جمع نہیں کرائی جا سکتی۔ بلکہ یہ ایک آگ کی طرح ہوتی ہے اور جس جگہ آگ لگی ہو۔ وہاں سے دُھواں اُٹھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ کسی گھر کو یا کھلیان کو آگ لگا دو اور پھر اسے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھ سکو۔ یہ تو الگ رہا چولہے میں آگ جلا کر بھی مخفی نہیں رکھی جا سکتی اس کو بھی چھوڑ کر دیے کی لَو کتنی چھوٹی ہوتی ہے مگر اس سے بھی دھواں نکلتا ہی ہے۔ اور چھت تک پہنچتا ہے۔ پھر موم کی بتی کتنی پتلی ہوتی ہے لیکن اگر متواتر جلاؤ۔ تو گو ظاہر میں دُھواں نظر نہ آئیگا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد دیکھو گے کہ دیواریں کالی ہو جائیں گی۔ تو جس طرح جہاں آگ لگی ہو۔ وہاں سے دُھواں نہ اُٹھے ناممکن ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ سے عشق ہو۔ اس خدا سے پیار و محبت ہو جو سب سے زیادہ حسین ہے۔ اور پھر کوئی اسے پوشیدہ رکھ سکے۔ ظاہر نہ ہونے دے۔ یہ بھی بالکل ناممکن ہے۔

دلوں کے جذبات کو دبانا بہت زبردست قوت ہے۔ بہت زیادہ طاقت اور بہت زیادہ وسعت حوصلہ چاہتا ہے۔ اور ہر ایک کا کام نہیں ہے کہ جذبات کو دبا سکے۔ ہم تو دیکھتے ہیں کسی

کو ایک گالی کوئی دے۔ تو وہ طیش میں آجاتا ہے۔کسی کے ذرا سے اعتراض کرنے پر جسم پھکنے لگ جاتا ہے معمولی محبت اور پیار پر انسان آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس ہستی سے محبت ہو جو تمام خوبیوں کی جامع ہے۔ جو تمام صفات حسنہ رکھتی ہے اور پھر دبی رہے اور کسی کو پتہ نہ لگے۔ ایک ملک ایک شہر۔ ایک عورت ایک بچہ کی محبت تو ظاہر ہو جاتے اور انسان کے اعمال میں اس کے آثار پائے جائیں۔ مکان کی محبت تو پوشیدہ نہ رہے۔ عہدہ کی محبت تو دبائی نہ جاسکے۔ خطاب کی محبت کا تو پتہ لگ جائے۔ سیاست اور قوم کی محبت تو اپنے آپ کو ظاہر کر دے۔ مگر نہ کرے تو خدا کی محبت ظاہر نہ کرے۔ اور دبی کی دبی ہی رہے۔

میرے نزدیک یہ دعویٰ کرنا کہ خدا تعالیٰ سے محبت ہے۔ مگر اس کے آثار کا ظاہر نہ ہونا ایک مجنونانہ دعویٰ ہے۔ اور جو شخص اس طرح دعویٰ کرتا ہے۔ وہ یا تو خود مجنون ہے یا دوسروں کو مجنون سمجھتا ہے۔ یا پھر اس کی عقل پر ایسا پردہ پڑ گیا ہے کہ اتنی بڑی غلطی کرتا ہے اور سمجھتا نہیں۔ یا وہ ایک بڑا شریر اور بدمعاش آدمی ہے کہ اتنا بڑا جھوٹا دعویٰ کر کے خیال کرتا ہے کہ تمام لوگ پاگل اور مجنون ہیں۔ جو اس کے دعویٰ کو صحیح سمجھ لیں گے۔ کیونکہ جس طرح سر پر آئے ہوئے سورج کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے بھی واضح طور پر اس کے دعویٰ کا جھوٹا ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس سے زیادہ پاگل اور مجنون کوئی نہیں ہوسکتا۔ مگر دنیا میں ایسے لوگ ہیں اور ایک نہیں دو نہیں سینکڑوں نہیں ہزاروں نہیں، لاکھوں نہیں کروڑوں پائے جاتے ہیں جس سے یقیناً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یا تو دنیا میں عقل کا معیار ایسا گر گیا ہے کہ اب جو کچھ بھی بے وقوفی کی بات اس کی طرف منسوب کی جائے وہ جائز اور صحیح ہو جاتی ہے۔ یا یہ کہ شرارت اور بدی عجب اور تکبر اس قدر ترقی کر گیا ہے کہ ہر ایک انسان خیال کرتا ہے کہ میرے جیسا عقل مند اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ میں جو چاہونگا۔ دوسروں سے منوا لونگا۔ ان دو نتائج کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں جو نکلے۔ کیونکہ ہم روزانہ دیکھتے ہیں۔ صبح و شام دیکھتے ہیں۔ ایک نہیں دو نہیں۔ سینکڑوں اور ہزاروں آدمی جو ہمارے سامنے آتے ہیں مختلف پیشے کرتے ہیں۔ مختلف طرز عمل رکھتے ہیں۔ ان کی زندگیوں میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت کا دعوای کرتے ہیں۔ جو بالکل جھوٹا اور باطل دعویٰ ہوتا ہے۔

پس تم خوب یاد رکھو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ محبت۔ پیار اور عشق کوئی ایسی چیز نہیں۔ جو چھپ سکے اس کا چھپانا ناممکن ہے۔ اور قطعاً ناممکن ہے۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ ہمیں محبت تو ہے مگر ہم اس کا اظہار نہیں کرنا چاہتے، لیکن یہ جھوٹ اور فریب ہے۔ حضرت صاحب کے زمانہ میں بعض ایسے لوگ تھے جو آپ کی مجلس میں نہ آتے تھے۔ جب ان پر اعتراض ہوا تو کہدیا ہمیں حضرت صاحب سے

محبت تو ہے۔ مگر ہم اسے ظاہر نہیں کرتے۔ آخر ایسے ہی لوگوں کو ٹھوکر لگی۔ تو کبھی ممکن ہی نہیں کہ محبت ہو اور پوشیدہ رہے۔

محبت سب سے غالب ترین جذبہ ہے اور دنیا میں یہ ایک ہی چیز ہے۔ جو باقی سب طاقتوں کو توڑ کر رکھ دیتی ہے۔ انبیا جس چیز کو لے کر آتے۔ وہ محبت ہی ہے وہ اسی ہتھیار کو لے کر کھڑے ہوتے۔ اور اسی سے تمام جذبات فاسدہ۔ بغض۔ حسد۔ کینہ۔ شہوت شکست کھا جاتے ہیں۔ کیونکہ محبت وہ جذبہ ہے کہ خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے میری تمام صفات پر یہ غالب ہے۔ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف: ۱۵۷) یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیم کے مطابق دوزخ کے متعلق بھی یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس میں بھی غیر محدود عذاب نہیں ہوگا۔ کچھ عرصہ کے بعد دوزخیوں کو بھی نکال لیا جائیگا۔ تو محبت بہت زبردست جذبہ ہے۔ حتیٰ کہ خدا تعالیٰ کی وہ صفات جو مخلوق سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں سے محبت کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ سب سے غالب ہے۔ اور انسانوں میں بھی یہ جذبہ باقی تمام جذبات سے زیادہ زبردست ہوتا ہے۔ بڑے بڑے زبردست اور سرکش انسان ہوتے ہیں، لیکن محبت کے پھندے میں پھنس کر چور چور ہو جاتے ہیں۔ اور وہ جو سرکشی اور غرور کی وجہ سے کسی کے آگے جھکنے کا خیال تک بھی دل میں نہیں لاتے۔ محبت سے مجبور ہو کر غلامی کو فخر سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ حضرت عمرو بن العاص کا واقعہ ہے وہ کہتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجھ جیسا کوئی دشمن نہ تھا۔ میں عداوت اور بغض کی وجہ سے آپ کے چہرہ پر نظر نہ ڈال سکتا تھا۔ اور ہر وقت مجھے اس کی وجہ سے آگ سی لگی رہتی تھی۔ مگر پھر وہ زمانہ آیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہی محبت وہی اخلاص اور وہی ہمدردی جس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعرآء: ۴) کیا تو اس بات پر اپنے آپ کو ہلاک کر لیگا کہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔ یہ محبت اور الفت کا جذبہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کو دکھ کی طرح لگا ہوا تھا۔ غالب آیا۔ اور پھر اسی عمرو نے کہا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب کی وجہ سے آپ کے چہرہ پر نظر نہ ڈال سکا۔ اور اگر آج کوئی مجھ سے پوچھے کہ رسول کریمؐ کی کیا شکل تھی تو میں نہیں بتا سکتا۔[1] دیکھو محبت کی وجہ سے کیا تبدیلی ہوئی تو چونکہ محبت سب سے زیادہ زبردست جذبہ ہے اس لیے اس کو پوشیدہ رکھنے کا دعویٰ باطل ہے۔

پس جو شخص خیال کرتا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ سے محبت ہے، لیکن محبت کے آثار اس سے ظاہر

---

[1] مہاجرین حصہ دوم مصنفہ شاہ معین الدین ندوی صفحہ ۱۵۲

نہیں ہوتے وہ یقین کرلے کہ اس کا نفس اسے دھوکہ دے رہا ہے۔اور جو دیکھے کہ دوسرے کو دعویٰ تو محبتِ الٰہی کا ہے، لیکن اس میں آثار نہیں پائے جاتے۔تو یقین کرلے کہ یا تو وہ خود دھوکہ خوردہ ہے یا دوسروں کو دھوکہ دینے والا ہے۔

اس بات کو سوچتے ہوتے میں اپنی جماعت کے لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے نفسوں کو دیکھیں اور پتہ لگائیں کہ خدا تعالےٰ کی محبت کا ان کے سونے جاگنے اُٹھنے۔بیٹھنے۔چلنے پھرنے۔کھانے پینے۔بولنے چالنے۔لین دین۔نماز روزہ۔حج۔زکوٰۃ پر کیا اثر ہے۔یا یہ نہایت ہی کمزور اور بودا دعویٰ ہے۔کہ اس کا کچھ اثر ہی نہیں۔یا کم سے کم انسان اتنا تو سوچے کہ اگر میرے اعمال اور افعال میں خدا تعالیٰ کی محبت کے آثار مجھے نمایاں نظر نہیں آتے۔تو وہ ہستی جو باریک در باریک باتوں کو جاننے والی ہے۔اس پر میرے دعویٰ کا کیا اثر ہے۔وہ خیال کرے کہ میں جاہل ہوں۔میں موٹی عقل کا آدمی ہوں۔اس لیے میرے دعویٰ کا اثر مجھے محسوس نہیں ہوتا، لیکن وہ ہستی جو باریک سے باریک بات کو جانے نہیں دیتی۔اس کا مجھ سے کیا سلوک ہے۔آیا خدا تعالیٰ کے صفات میں میرے دعویٰ کے بعد کوئی تغیر معلوم ہوتا ہے یا نہیں۔اگر اس کا دعویٰ سچا ہوگا۔تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے محبت ہوگی۔پس انسان کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کو دیکھے۔کہ خدا اس کے لیے غیرت دکھاتا۔اس سے اپنے پیاروں جیسا سلوک کرتا۔اس سے پیار کی باتیں کرتا۔اس کے کام کو اپنا کام سمجھتا ہے۔اگر ایسا نہیں تو سمجھے کہ خدا کی محبت کا وہ جو دعویٰ کرتا ہے۔جھوٹا اور بالکل باطل ہے۔کیونکہ اگر وہ اپنے دعویٰ کے آثار محسوس نہیں کرتا۔تو خدا تعالیٰ کو تو اس کی حقیقت معلوم ہے۔خدا اس سے اپنی محبت کا اظہار کرتا۔لیکن جبکہ خدا تعالیٰ کی صفات سے بھی اس کا اظہار نہیں ہوتا۔تو معلوم ہوا کہ دعویٰ ہی باطل ہے۔

میں نے ایک دفعہ رؤیا۔میں دیکھا۔اسی بات کے متعلق کہ محبت کا کیا اثر ہوتا ہے۔میں نے دیکھا ایک نہایت خوبصورت چبوترہ ہے۔اس پر ایک بچہ کھڑا ہے۔جو محبت سے آسمان کی طرف ہاتھ پھیلاتے دیکھ رہا ہے کہ اتنے میں آسمان پھٹا ہے۔اور ایک پروں والا انسان اُترا ہے اور قریب آنے پر جب میں نے دیکھا۔تو معلوم ہوا کہ عورت ہے اور خیال ہوا کہ حضرت مریم ہیں۔انہوں نے بچّہ کے اوپر پَر پھیلا دیئے اور جُھک کر اس طرح پیار کیا ہے جس طرح ماں اپنے بچّہ کو کرتی ہے۔اس وقت میرے مُنہ سے یہ الفاظ نکلے۔

LOVE CREATES LOVE

کہ محبت محبت سے پیدا ہوتی ہے۔

تو یہ ممکن ہی نہیں کہ انسان کو خدا تعالیٰ سے محبت ہو۔ خواہ وہ کتنی ہی پوشیدہ کیوں نہ ہو۔ اور خدا کو اس سے محبت نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے سلوک سے اس کے آثار ظاہر نہ ہوں۔ ہم تو دیکھتے ہیں۔ دُنیا میں کوئی انسان محبت جیسی چیز کو ضائع نہیں کرتا۔ تو کیا خدا تعالیٰ جو چھوٹے سے چھوٹے عمل کو بھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ محبت جیسی چیز کی کوئی پروا نہ کریگا۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ پس ان لوگوں کو جو خدا تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اوّل اپنی ذات کے متعلق غور کرنا چاہیئے کہ اس سے محبت کے کیا آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی صفات کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ ان کے لیے کس طرح جلوہ فگن ہوتی ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کی بے توجہی ہو۔ یا اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہلاکت اور تباہی میں گرفتار ہو۔ تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کا خدا کی محبت کا دعویٰ غلط ہے۔ فریب ہے۔ اور ممکن ہے کہ اسی حالت میں مر کر نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے کے مصداق بن جائیں۔ پس پیشتر اس کے کہ وہ وقت آئے۔ ہمیں اپنے اس دعویٰ پر غور کرنا چاہیئے۔

(الفضل ۳۰ ستمبر ۱۹۲۰ء)